سوال:۔راسخ عظیم آبادی کی غزلگوئی کا جائزہ لیجیے۔

جواب:۔شیخ غلام علی راسخ عظیم آبادی بہار کے ان ممتاز شعراء میں ہیں جن کے دم سے بہار کی آبرو قائم ہے ۔افسوس ہے کہ اردو شاعری کی تاریخ میں انہیں وہ مقام نہ مل سکا جس کے وہ مستحق تھے۔اردو تنقید نے بھی ان کے ساتھ نا انصافی کی ہے۔راسخ کے کلام کی روشنی میں اب تک ان کا سیر حاصل تجزیہ نہیں کیا گیا ہے۔ورنہ دیکھا جائے تو زبان وبیان کے اعتبار سے راسخ،میر تقی میر سے کہیں زیادہ محتاط نظر آتے ہیں۔اس لئے کہ انہوں نے اپنی زبان کو غزل کی نزاکت سے ہم آہنگ رکھا اور کبھی عریانیت کے قریب بھی نہیں گئے۔

کلام راسخ کی نمایاں خصوصیت،جذبات کی گہرائی،فکر وتخیل کی بلندی،اسلوب وادا کی لطافت،عارفانہ مضامین کو شاعرانہ انداز میں پیش کرنے کا سلیقہ،صبر وقناعت کی تعلیم،روانی و برجستگی،سوز و گداز اور موسیقیت و نغمگی ہے۔

هم مصیبت کشوں کے دن نہ پھرے　　　　گو زمانے کو انقلاب رہا

یوں تو راسخ نے تقریباً ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے،لیکن غزل اور مثنوی میں وہ زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔حالانکہ راسخ کو،واقعہ نگاری یا منظر نگاری میں کمال حاصل نہیں نیز ان کی مثنوی میں بول چال کا بھی لطف نہیں لیکن عشق کی ماہیت،زمانہ کی شکایت،فراق کے مصائب اوران سے ملتے جلتے مضامین ان کے یہاں اس طرح نظم ہوئے ہیں کہ ان کا جواب میر کی مثنویوں کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتا۔۔۔۔حالانکہ بعض ناقدین نے میر اور راسخ کے یہاں ارتباط وتوازن بلکہ یکسانیت تلاش کرنے کی کوشش کی ہے،لیکن دونوں کے کلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ راسخ کی شاعری تجربہ اور ہیئت دونوں اعتبار سے،میر تقی میر سے مختلف ہے۔میر کی شاعرانہ ترکیب میں جذبات کا عنصر نمایاں ہے۔جبکہ راسخ کے یہاں نسبتاً تخیل کا عنصر واضح ہے۔میر،نازک اور لطیف تجربات کو پیش کرنے کی صلاحیت میں ممتاز ہیں اور راسخ،رنگین تجربات کی ترجمانی میں ماہر ہیں۔

راسخ کو قدرت نے شاعرانہ طبیعت سے نوازا تھا۔خاص طور پر جب ان کے دل کو کسی بات سے چوٹ پہنچتی تو ان کی شاعرانہ طبیعت میں ایک موج پیدا ہوتا۔ان کے موضوعات بھی محدود نہیں تھے۔ان کا شاعرانہ تخیل اوران کے وسیع و عالمگیر شاعرانہ جذبات،صرف عشق ومحبت کی دنیا تک ہی محدود نہیں تھے بلکہ فلسفہ ومعرفت کے

بیان میں بھی انہیں کمال حاصل تھا۔

راسخ کے اشعار کی تاثیر، بے پناہ شدت کی حامل ہے۔وہ شعر کی اصلیت کے قائل تھے اور فن میں ریاض کو ضروری سمجھتے تھے۔ان کے یہاں شعر صرف ایک والہانہ نغمہ نہیں تھا بلکہ ایک مشکل فن بھی تھا۔انگریزی شاعر چوسر کی طرح ،راسخ کا بھی خیال تھا کہ زندگی مختصر ہے اور عمر فن دراز۔بہرحال راسخ نے اردو غزل کو باضابطہ فکر کی ایک نئی سمت عطا کی اور مذاق تصوف سے بھی آشنا کیا۔ان کی غزلوں میں حقیقت و مجاز کا حسین امتزاج ملتا ہے۔اس کی مثال اردو شاعری میں کم ملتی ہے۔ان کو زبان کی صفائی اور بیان کی پاکیزگی کےعلاوہ جذبات کے اظہار پر بھی قدرت حاصل ہے۔ان کے کلام کو خیالات کی رفعت اور تجربات کی وسعت نے تنوع بخشا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اردو کے کلاسیکی ادب میں راسخ سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔اگرچہ ہنوز راسخ کی شاعری یا ان کی حیات پر کوئی سیر حاصل کتاب نہیں لکھی گئی اور یوں ان کے شاعرانہ کمالات اہل نظر سے پوشیدہ رہے،تاہم یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ راسخ نے اپنے ندرت بیان سے اردو شاعری کو نت نئے گوشوں اور زاویوں سے روشناس کیا۔اردو شاعری کے افق کو وسیع کرنے میں راسخ کی مساعی جمیلہ کو،میرؔ،دردؔ اور سوداؔ سے کم نہیں سمجھنا چاہئے۔

☆☆☆